7 مارچ 1961

ازعدالت عظمیٰ

باواہاری گیر

بنام

اسسٹنٹ کسٹوڈین، ایواکیو پراپرٹی، بھوپال

(بی۔پی۔سنہا، سی۔جے، ایس۔کے۔داس، اے۔کے۔سرکار، این۔راجا گوپالا آیانگر اور جے۔آر۔مدھولگر، جسٹسز)

نقل مکانی کرنے والی جائیداد۔نقل مکانی کرنے والی جائیداد کے طور پر جائیداد کے اعلان سے متعلق دفعات۔فروخت کی تصدیق۔محافظ کا انکار کرنے کا اختیار۔ایڈمنسٹریشن آف ایواکیو پراپرٹی ایکٹ، 1950 (31 آف 1950)، دفعات، 2(ڈی)، 40(4)(اے)۔آئین ہند، آرٹیکلز 31(2)، 31(5)(بی)(iii)۔

درخواست گزار نے آر آر سے کچھ زمین خریدی جسے انخلا کا ارادہ رکھنے والا قرار دیا گیا اور وہ پاکستان کے لیے روانہ ہو گیا۔اسسٹنٹ کسٹوڈین نے درخواست گزار کو ایک نوٹس جاری کیا جس میں اس بات کی وجہ بتائی گئی کہ اس زمین کو انخلا کی جائیداد کیوں نہیں قرار دیا جانا چاہیے، اور درخواست گزار کو سننے کے بعد اس نے اس زمین کو انخلا کی جائیداد قرار دیا۔حکم کے خلاف اپیل اور نظر ثانی ناکام رہی۔درخواست گزار نے فروخت کی تصدیق کے لیے ایڈمنسٹریشن آف ایواکیو پراپرٹی ایکٹ 1950 کی دفعہ 40 کے تحت کسٹوڈین کے پاس بھی درخواست دی لیکن اس کی درخواست کو دفعہ 40(4)(اے) کے تحت اس بنیاد پر مسترد کر دیا گیا کہ انخلا کرنے والے نے فروخت کو اثر انداز کرنے میں نیک نیتی سے کام نہیں کیا۔درخواست گزار نے دعوی کیا کہ قانون کی دفعہ 2(ڈی) جس میں انخلا کی جائیداد کی وضاحت کی گئی

ہے اور دفعہ 40(4) جس میں نگران کو تصدیق کے لیے درخواست کو مسترد کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، آرٹیکل 31(2) کی خلاف ورزی ہے کیونکہ انہوں نے ریاست کو قانون کے اختیار کے بغیر جائیداد چھیننے کے قابل بنایا ہے۔

مانا گیا کہ دفعات 2(ڈی) اور 40(4) کی دفعات آئین کے آرٹیکل 31(5)(بی)(iii) کے پیش نظر آرٹیکل 31(2) سے متاثر نہیں ہوئیں۔آرٹیکل 31(5)(بی)(iii) کا تحفظ ایک ایسے قانون تک محدود نہیں تھا جس نے خود کسی بھی جائیداد کو انخلا کی جائیداد قرار دیا تھا بلکہ اس کی توسیع ایک ایسے قانون تک کی گئی تھی جس نے کسی بھی جائیداد کو انخلا کی جائیداد قرار دینے کا اختیار دیا تھا اور اعلامیے کے لیے معیارات طے کیے تھے۔ایکٹ کی دفعہ 40(4)(اے) جس نے محافظ کو اس بنیاد پر تصدیق کے لیے درخواست کو مسترد کرنے کا اختیار دیا کہ لین دین نیک نیتی سے نہیں کیا گیا تھا، اسے محافظ کو من مانی اختیارات دینے کے طور پر چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔یہ اختیار عدالتی طاقت کی نوعیت کا تھا اور سوال کے تعین کے لیے معیار کی عدم موجودگی اس شق کو غیر آئینی نہیں بنا سکتی تھی۔

اصل دائرہ فیصلہ : 1957 کی عرضی نمبر87۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست۔

درخواست گزار کی طرف سے بی ڈی شرما۔

جواب دہندگان کے لیے این ایس بندرا، آر اچ دھیبر اور ٹی ایم سین۔

7 مارچ 196 عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

جسٹس مدھولکر۔آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عرضی میں درخواست گزار کا موقف ہے کہ ایڈمنسٹریشن آف ایواکیو پراپرٹی ایکٹ، 1950(XXXI آف 1950) اور خاص طور پر دفعہ 40

کے دفعہ 2(ڈی)اور ذیلی دفعہ (4) کے دفعات غیر آئینی ہیں۔ان کے مطابق ایکٹ کی دفعہ 40 کی ذیلی دفعہ (4) کے تحت ان کے خلاف پاس کیے گئے حکم کا اثر قانون کے اختیار کے بغیر ان کی جائیداد چھیننا ہے۔وہ مزید دعوی کرتا ہے کہ محافظ کا حکم درخواست گزار کے خلاف عملی طور پر غیر مجرمانہ جرم کے مترادف ہے۔یہ وہ دو اہم سر ہیں جن کے تحت ہمارے سامنے پیش کردہ دلائل کی درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔

متعلقہ حقائق اب بیان کیے جاسکتے ہیں۔درخواست گزار نے 23 جون 1950 کو بابو رحمت اللہ سے سابقہ بھوپال ریاست میں 51-195 ایکڑ زمین 3,500 روپے میں خریدی۔رحمت اللہ کو انخلا کرنے والے پراپرٹی کے اسسٹنٹ کسٹڈ ین نے انخلا کرنے کا ارادہ رکھنے والا قرار دیا تھا۔بالآخر وہ 20 جون 1951 کو ہندوستان سے پاکستان کے لیے روانہ ہوئے۔

12 جون 1951 کو اسسٹنٹ کسٹوڈین آف ایواکیو پراپرٹی نے درخواست گزار کو ایک نوٹس جاری کیا جس میں اس بات کی وضاحت کی گئی کہ جس زمین کو اس نے رحمت اللہ سے خریدا تھا اسے "انخلا کی جائیداد" کیوں نہیں قرار دیا جائے۔درخواست گزار کو سننے کے بعد اس جائیداد کو 8 اگست 1951 کو انخلا کی جائیداد قرار دیا گیا۔درخواست گزار نے اس حکم کو اپیل کے ساتھ ساتھ ترمیم میں بھی چیلنج کیا جیسا کہ ایکٹ میں فراہم کیا گیا ہے لیکن وہ ناکام رہا۔جوڈیشل کمشنر بھوپال کے سامنے ان کی طرف سے پیش کی گئی ایک رٹ پٹیشن 14 جولائی 1954 کو مسترد کردی گئی۔اس لیے وہ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت میں آئے ہیں۔

درخواست گزار کی جانب سے مسٹر بی ڈی شرما کی طرف سے ہمارے سامنے جو پہلا نکتہ اٹھایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایواکیو پراپرٹی ایکٹ کی دفعات اور خاص طور پر دفعات 2(ڈی) اور 40(4) کی دفعات غیر آئینی ہیں، کیونکہ وہ ریاست کو کسی بھی معاوضے کی ادائیگی کے بغیر جائیداد چھیننے کے قابل بناتے ہیں جیسا کہ آئین کے آرٹیکل 31(2) میں کہا گیا ہے۔اس دلیل کا مختصر جواب یہ ہے کہ حکومت ہند اور کسی دوسرے ملک کی حکومت کے درمیان کیے گئے کسی معاہدے کے مطابق بنائے گئے قانون کی دفعات یا بصورت دیگر قانون کے ذریعے انخلا کی جائیداد قرار دی گئی جائیداد کے حوالے سے آرٹیکل 31 کی شق 2 کی دفعات سے متاثر نہیں ہوں گی۔یہ آرٹیکل 31(5)(بی)(III) کی دفعات سے واضح ہے جو اس طرح چلتی ہیں :

شق (2) میں کچھ بھی متاثر نہیں کرے گا–

....

(ب) کسی بھی قانون کی دفعات جو ریاست اس کے بعد بنا سکتی ہے–

....

((iii) ڈومینین آف انڈیا کی حکومت یا حکومت ہند اور کسی دوسرے ملک کی حکومت کے درمیان کیے گئے کسی معاہدے کے مطابق، یا بصورت دیگر، قانون کے ذریعے انخلا کی ملکیت قرار دی گئی جائیداد کے حوالے سے۔

" تاہم، مسٹر شرما کا مؤقف ہے کہ مذکورہ شق کے ذریعے فراہم کردہ تحفظ ایک ایسے قانون تک محدود ہونا چاہیے جو خود کسی بھی جائیداد کو انخلا کی جائیداد قرار دیتا ہے نہ کہ کسی ایسے قانون کے لیے جو کسی بھی جائیداد کو انخلا کی جائیداد قرار دینے کا اختیار دیتا ہے۔ہم اس دلیل کو قبول نہیں کر سکتے۔ الفاظ" قانون کے ذریعہ انخلا کی جائیداد قرار دی گئی جائیداد" میں لازمی طور پر ایسی جائیداد شامل ہوگی جسے انخلا کی جائیداد قرار دیا جا سکتا ہے۔انخلا کی جائیداد سے متعلق ایک قانون خود اس بات کا تعین کرنے کے لیے معیارات طے کرنے سے متعلق ہوگا کہ کس جائیداد کو انخلا کی جائیداد سمجھا جانا چاہیے اور ان سے ان مخصوص جائیدادوں کی وضاحت کرنے کی توقع نہیں کی جا سکتی جنہیں انخلا کی جائیدادوں کے طور پر مانا جانا چاہیے۔آئینی شق کے ذریعے فراہم کردہ تحفظ جس کا ہم نے اوپر حوالہ دیا ہے، مسٹر شرما کی تجویز کے مطابق محدود نہیں ہے بلکہ اس کی توسیع ایک ایسے قانون تک ہے جو جائیداد کو انخلا کی جائیداد قرار دینے کے معیار کے تعین کے لیے فراہم کرتا ہے۔

فاضل وکیل کی اگلی دلیل یہ ہے کہ زیر بحث جائیداد انخلا کی جائیداد نہیں ہے اور یہ کہ آئین کے آرٹیکل 31(1) کی دفعات اسے چھیننے کے خلاف ہیں۔اس دلیل کی تعریف کرنا مشکل ہے۔آرٹیکل 31(1) جس چیز کی ممانعت کرتا ہے وہ" قانون کے اختیار کے بغیر جائیداد سے محرومی" ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ درخواست گزار یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ محافظ کی طرف سے کیے گئے اس اعلان کی وجہ سے اپنی جائیداد سے محروم ہے کہ یہ انخلا کی ملکیت ہے۔لیکن پھر یہ اعلان پارلیمنٹ کے ذریعے نافذ کردہ قانون کے مطابق کیا گیا ہے۔اگر، جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا، ہم نے یہ مانا ہوتا کہ قانون غیر آئینی ہے تو پوزیشن مختلف ہوتی۔

فاضل وکیل کی اگلی دلیل یہ ہے کہ دفعہ 40، ذیلی دفعہ (4) کی شق (اے) اور (سی) متضاد ہیں کیونکہ وہ محافظ کو من مانی طاقت فراہم کرتے ہیں۔ تنازعہ اٹھانے کی وجہ یہ ہے کہ درخواست گزار کی طرف سے کسٹوڈین کو دفعہ 40 کے تحت اپنے حق میں فروخت کی تصدیق کے لیے کی گئی درخواست کو اس نے اس بنیاد پر مسترد کر دیا تھا کہ انخلا کرنے والے نے فروخت کو متاثر کرنے میں نیک نیتی سے کام نہیں کیا۔ دفعہ 40 کی ذیلی دفعہ (4) اس طرح پڑھتی ہے؛

" محافظ مقررہ طریقے سے درخواست کی تحقیقات کرے گا اور درخواست کو مسترد کر سکتا ہے، اگر اس کی رائے ہے کہ: (ا) ٹرانزیکشن نیک نیتی سے یا قیمتی غور و فکر کے لیے نہیں کیا گیا ہے، یا (ب) ٹرانزیکشن فی الحال نافذ کسی قانون کے تحت ممنوع ہے، یا (ج) ٹرانزیکشن کی تصدیق کسی اور وجہ سے نہیں کی جانی چاہیے۔" ہمارا تعلق یہاں صرف دفعہ 40 (4) کی شق (اے) سے ہے جس کا سہارا محافظ نے لیا تھا نہ کہ شق (سی) سے۔ لہذا ہم اپنے ریمارکس کو شق (اے) دفعہ 40 کی ذیلی دفعہ (4) تک محدود رکھیں گے جو کسٹوڈین کو تصدیق کے لیے طلب کردہ لین دین کی صداقت یا جواز کے بارے میں تحقیقات کرنے کے قابل بناتا ہے اور شق (اے) اسے اس بات کی تصدیق کرنے سے انکار کرنے کا اختیار دیتی ہے اگر اسے پتہ چلتا ہے کہ یہ نیک نیتی سے نہیں کیا گیا تھا۔ فاضل وکیل کے مطابق " نیک نیتی" کے الفاظ مبہم اور " پھسلن" والے ہیں اور کوئی ایسا معیار یا معیار پیش نہیں کرتے ہیں جس کی تعمیل محافظ کو کرنی ہو۔ اس حقیقت کا ایک حصہ کہ الفاظ " نیک نیتی" متعدد قوانین میں پائے جاتے ہیں اور عدالتوں میں ایک قطعی معنی حاصل کر چکے ہیں، اس بات کی نشاندہی کی جا سکتی ہے کہ دفعہ 40 کی ذیلی دفعہ (4) کے ذریعے دی گئی طاقت عدالتی طاقت کی نوعیت میں ہے اور اس لیے سوال کے تعین کے لیے کسی معیار کی عدم موجودگی اس شق کو غیر آئینی نہیں بنائے گی۔ فاضل وکیل یہ استدلال کرنا چاہتا تھا کہ منتقلی کرنے والے کی طرف سے نیک نیتی کی عدم موجودگی کافی نہیں تھی اور اسے منتقلی کو تسلیم کرنے سے انکار کرنے کی بنیاد کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا اور جب تک کہ یہ نہ ہو۔ یہ دکھایا گیا ہے کہ منتقلی میں بھی نیک نیتی کی کمی تھی جس کی منتقلی کی تصدیق دفعہ 40 کی ذیلی دفعہ (4) کے تحت کی جانی تھی۔ تاہم، انہوں نے اس دلیل پر زور نہیں دیا جب ان کی طرف اشارہ کیا گیا کہ رابعہ بائی بمقابلہ کسٹوڈین جنرل آف ایواکیو پراپرٹی میں اس عدالت نے کسٹوڈین کے اس حکم کو برقرار رکھا ہے جس نے اس بنیاد پر منتقلی کی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ انخلا کرنے والے نے اسے بری نیت سے متاثر کیا تھا۔ فاضل وکیل کی آخری دلیل یہ ہے کہ لین دین کی

تصدیق کے معاملے میں محافظ نے اس کے ساتھ امتیازی سلوک کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ رحمت اللہ کی طرف سے اسے زمین فروخت کرنے سے پہلے، مؤخر الذکر نے کچھ نرسوں کو ایک مکان فروخت کیا تھا اور یہ کہ یہ فروخت ناکافی غور کے لیے پائی گئی تھی لیکن اس کے باوجود محافظ نے اس کی تصدیق کی تھی جبکہ اس کے حق میں فروخت، اگرچہ مناسب غور کے لیے پائی گئی تھی، کی تصدیق نہیں ہوئی تھی۔ہم دہرائیں گے کہ محافظ کا حکم ایک عدالتی حکم ہے اور صرف اس وجہ سے کہ وہ ایک کیس سے نمٹنے میں غلط ہو سکتا ہے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ درخواست گزار کے ساتھ امتیازی سلوک کیا گیا ہے۔درخواست مکمل طور پر بے بنیاد ہے اور اس کے مطابق اسے بغیر کسی قیمت کے خارج کر دیا جاتا ہے۔

درخواست مسترد کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this
document